يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاۗءِ

حبیبہ، حبیبِ خدا، ام المومنین

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سوانحی احوال، دینی خدمات
آنحضرت کی گھریلو زندگی
کا شاہکار

تالیف

علامہ ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی

ادارہ اشاعت المعارف

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب .... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
مصنف .... ابوریحان علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
تعداد ....
سنِ اشاعت .... جون 2011ء
ہدیہ ....
ناشر .... ادارہ اشاعت المعارف نزد جامعہ عمر فاروق
اسلامیہ راوی محلہ سمندری ضلع فیصل
آباد۔0300-6661452

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حبیبۂ حبیب خدا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ابتدائی تعارف وحالات زندگی

نام ونسب:

عائشہ لقب صدیقہ ام المومنین، حمیرا، آنحضرت ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کو بنت الصدیق سے یاد فرماتے تھے۔

والد کا نام ونسب:

عائشہ بنت ابوبکر عبداللہ بن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔

والدہ کا نام ونسب:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ام رومان زینب بن عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باپ کی طرف سے قریشہ تیمیہ اور ماں کی طرف سے کنانیہ تھیں آٹھویں پشت میں آپ کا نسب آنحضرت ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔

ولادت:

آپ کی والدہ زینب ام رومان کا پہلا نکاح عبداللہ یزدی سے ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد آپ حضرت ابوبکر صدیق کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کے دو بچے حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے کسی بھی مستند تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں ملتا، تاہم امام محمد بن سعد نے اپنے طبقات میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت نبوت کے چھ سال کی ابتداء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

بچپن:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا تھا وائل کے بھائی

Scanned with CamScanner

افلحہ حضرت عائشہ کے رضاعی چچا کے طور پر کبھی کبھی آپ رضی اللہ عنہا سے ملنے آیا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کی اجازت سے آپ ان کے سامنے آتی تھیں بخاری شریف میں ہے کہ کبھی کبھی ان کے رضاعی بھائی بھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔

بچپن میں حضرت عائشہؓ کی ذہانت کا واقعہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین اور عمدہ ذکاوت کی مالک تھیں لڑکپن میں آپ کھیل کود کی بہت شوقین تھیں۔محلّہ کی لڑکیاں ہر وقت ان کے پاس جمع رہتیں وہ اکثر ان کے ساتھ کھیلا کرتیں لیکن اس لڑکپن میں بھی آنحضرت ﷺ کا ادب ہر لحاظ سے ملحوظ رہتا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گڑیا گڑیا کھیل رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں دو پر بھی لگے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے جواب دیا کہ یہ گھوڑا ہے آپ نے فرمایا گھوڑوں پر تو پر نہیں ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیوں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے تو پر تھے آپ اس بے ساختہ پن پر مسکرا دیئے۔

(از مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

دینی ذوق اور اسلامی معلومات:

اس واقعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فطری ذہانت کا انداز ہوتا ہے۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ رقمطراز ہیں۔

”عموماً ہر زمانہ کے بچوں کا وہی حال ہوتا جو آج کل کے بچوں کا ہے کہ سات آٹھ برس تک تو انہیں کسی بات کا مطلق ہوش نہیں ہوتا۔اور نہ وہ کسی کی بات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکپن کی ایک ایک بات یاد رکھتی تھیں ان کی روایت کرتی تھیں ان سے احکام مستنبط کرتی تھیں لڑکپن کے کھیل کود میں کوئی آیت کانوں میں پڑ جاتی تو اسے بھی یاد رکھتی تھیں ہجرت کے وقت ان کا سن عمر آٹھ برس لیکن اس کم سنی اور کم عمری میں ہوش مندی اور قوت

حافظہ کا یہ حال تھا کہ ہجرت نبوی کے تمام واقعات بلکہ تمام جزوی باتیں ان کو یاد تھیں ان سے بڑھ کر کسی صحابی نے ہجرت کے واقعات کو ایسی تفصیل کے ساتھ نقل نہیں کیا ہے۔ (از سیدہ عائشہؓ صفحہ ۲۲)

شادی:

آنحضرت ﷺ کی سب سے پہلی شادی حضرت خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی اس وقت آپ کی عمر پچیس برس اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس برس تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال قبل ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قربانیوں اور پریشان کن حالات میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کی سعادت کا جو حصہ وافر آپ نے پاس تھا اس کی مثال نہیں ہر دکھ اور پریشانی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے لیے غمگسار مونس کا کام دیتی رہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ کی طبیعت پر ان کی جدائی کا بہت بڑا صدمہ تھا آپ پریشان رہتے تھے کہ ایک روز عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور عرض کی یا رسول اللہ آپ دوسرا نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا کس سے خولہ نے کہا کہ بیوہ اور کنواری دونوں لڑکیاں موجود ہیں بس آپ پسند کریں فرمایا وہ کون ہیں خولہ نے کہا بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری ابوبکر کی لڑکی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں ارشاد ہوا تم ان کی نسبت گفتگو کرو۔ انہی دنوں آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی چیز آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے پوچھا کیا ہے جواب دیا آپ کی بیوی ہے آپ نے کھول کر دیکھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (از صحیح بخاری مناقب حضرت عائشہؓ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ سے نکاح ارادہ مشیت الٰہی میں مقدر ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ سے نکاح ہو گیا اس وقت آپ کی عمر ۶ برس تھی (از صحیح بخاری) تاہم رخصتی ۹ برس کی عمر میں ہوئی عرب کی گرم آب و ہوا میں نو اور دس سال کی لڑکیاں جوان ہو جاتی تھیں اتنی کمسنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ کے گھر آنا گہری حکمتوں اور اعلیٰ دینی فوائد سے خالی نہیں بقول حضرت سلیمان ندوی کم سنی کی اس شادی کا ایک منشا نبوت اور خلافت کے درمیان تعلقات کی مضبوطی بھی تھی۔

Scanned with CamScanner

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا واقعہ اس سادگی سے بیان کرتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی نانی آئی ان کو لے گئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر نکاح پڑھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی کہ میرا نکاح ہوگیا جب میری والدہ نے باہر نکلنے سے روک دیا تو اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھایا۔(از طبقات بن سعد صفحہ ۴۰)

ہجرت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد تین برس تک اپنے والدین کے گھر میں رہیں، دو برس تین ماہ مکہ میں اور مدینہ میں سات مہینے ہجرت کے بعد اپنے گھر میں رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں سات ماہ گزارے اسی اثنا میں آپ بیمار ہوگئیں۔ بیماری کی شدت کی وجہ سے سر کے بال گر گئے صحت بحال ہوتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا یارسول اللہ آپ اپنی بیوی اپنے گھر میں کیوں نہیں بلا لیتے۔آپ نے فرمایا اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کی رقم نہیں۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ میری دولت قبول ہو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے بارہ اوقیہ قرض لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیئے۔اس کے بعد مدینہ کی عورتیں دلہن کو لینے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں۔حضرت ام رومان نے بیٹی کو آواز دی۔ وہ جھولا جھول رہی تھیں ماں نے منہ دھلایا بال سنوارے تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت ﷺ بھی تشریف لائے اس وقت آپ ﷺ کی ضیافت دودھ سے کی گئی حضرت اسماء بنت یزید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک سہیلی کہتی ہیں اس وقت میں اس شادی میں موجود تھی آپ ﷺ نے تھوڑا سا دودھ پی کر باقی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھایا وہ شرمانے لگیں۔میں نے کہا رسول اللہ کا عطیہ واپس نہ کرو، انہوں نے شرماتے شرماتے لے لیا اور تھوڑا سا دودھ پی لیا اس کے بعد آپ کی رخصتی عمل میں آئی یہ شوال اھ کا واقعہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ شادی کے اس واقعہ میں

سادگی کا یہ تاریخ ساز واقعہ پوری امت کے لیے عظیم اسوہ حسنہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی بھی شوال میں ہوئی اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل مردوں میں بھی تعلیم وتعلم کا رواج نہ تھا عورتوں میں کیسے ہوتا۔ اسلام کے آغاز کے وقت قریش کے سارے قبیلہ میں صرف سترہ آدمی پڑھے لکھے تھے ان میں شفاء بنت عبداللہ صرف ایک عورت تھی اسلام کی اشاعت میں انسانوں پر دوسرے احسانات کے ساتھ یہ احسان بھی ہوا کہ عرب میں لکھنے پڑھنے کا عام رواج پڑ گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کی تربیت میں اس قدر سخت تھے کہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو اس جرم پر (کہ انہوں نے مہمان کو جلد کھانا کیوں نہیں کھلایا) مارنے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ (از صحیح بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شادی کے بعد بھی لغزشوں کے باعث باپ سے بہت ڈرتی رہتی تھیں۔ کئی موقعوں پر حضرت ابوبکر نے ان کو سخت تنبیہ کی۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تو آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بچالیا۔
(سنن ابوداؤد بحوالہ سیدہ عائشہ صفحہ ۳۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت کا اصلی زمانہ رخصتی کے بعد شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے اسی زمانہ میں لکھنا پڑھنا سیکھا۔ قرآن ناظرہ اسی زمانہ میں پڑھا۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ان کا غلام ذکوان قرآن لکھتا تھا۔ آپ نے تاریخ وادب کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی۔ طب کا فن وفود عرب سے سیکھا تھا۔ اطبائے عرب جو نسخے آنحضرت ﷺ کو بتاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو یاد کر لیتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی اور کالج اور یونیورسٹی میں داخلہ کی ضرورت نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا گھر دنیا کے سب سے بڑے معلم شریعت سے آراستہ تھا۔ یہی درسگاہ اور تعلیم گاہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم وفضل کا سب سے بڑا ذریعہ تھی۔

گھریلو زندگی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں دلہن بن کر آئی تھیں وہ کسی عالیشان

بلڈنگ یا اعلیٰ درجہ کی بلند و بالا عمارت پر مشتمل نہ تھا۔ مسجد نبوی کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے متعدد حجرے تھے ان ہی میں ایک حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسکن تھا۔ یہ حجرہ مسجد کی شرقی جانب تھا۔ اس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا۔ گھریا حجرہ کا صحن ہی مسجد نبوی کا صحن تھا۔ (آج کل اسی حجرہ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں)۔ آنحضرت ﷺ اسی دروازے سے ہو کر مسجد میں تشریف لے جاتے جب آپ مسجد میں اعتکاف کرتے تو سر مبارک حجرے کے اندر کر دیتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی جگہ بالوں کو کنگھا کر دیتی۔ (صحیح بخاری بحوالہ سیدہ عائشہ صفحہ ۱۴۱)

حجرہ کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی۔ دیواریں مٹی کی تھیں۔ چھت کو کھجوروں کی ٹہنیوں سے ڈھانک کر اوپر سے کمبل ڈال دیا گیا تھا۔ کہ بارش کی زد سے محفوظ رہے۔ بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہوتا تو ہاتھ چھت کو لگ جاتا۔ گھر کی کل کائنات ایک چار پائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ (جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی) آٹا اور کھجوریں رکھنے کے لیے دو برتن تھے۔ پانی کے لیے ایک بڑا برتن اور پانی پینے کے لیے ایک پیالہ تھا۔ کبھی کبھی راتوں کو چراغ جلانا بھی استطاعت سے باہر تھا۔ چالیس چالیس راتیں گزر جاتیں اور گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا۔ (از مسند طیالسی صفحہ ۱۰۷)

بارگاہ الٰہی کی طرف سے حضرت عائشہؓ کی صفائی:

آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ کی ایک بیوی خدمت گزاری کے لیے ساتھ ہوتی۔ ہر مرتبہ قرعہ اندازی ہوتی جس بیوی کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ دو غزوات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق اور غزوہ ذات الرقاع۔ اول الذکر غزوہ سے واپسی پر ایک جگہ قافلہ نے پڑاؤ ڈالا رات کے اندھیرے اور وزن کے کم ہونے کی وجہ سے قافلہ والوں کو علم نہ ہو سکا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ کے کجاوا پر موجود ہیں یا نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضائے حاجت سے فراغت میں تاخیر ہو گئی۔ ادھر قافلہ رخصت ہو گیا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا پیچھے بھاگنے کی بجائے قافلہ کے قیام کی جگہ پر ہی لیٹ گئیں۔ حضرت صفوان بن معطلؓ جن کی ڈیوٹی قافلہ کی گری پڑی اشیاء کی

نگہداشت تھی تھوڑی دیر کے بعد یہاں پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے اونٹ میرے قریب بٹھا دیا اور "اناللہ" پڑھا، میں سوار ہوگئی اس لفظ کے علاوہ پورے راستہ میں ان کی زبان سے کوئی لفظ میں نے نہیں سنا۔ اخلاق و کردار کے لحاظ سے ایسا پاک باز انسان میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ادھر مدینہ منورہ میں منافقین نے طوفان اٹھا دیا۔ چاروں طرف من گھڑت خبروں اور بے بنیاد الزام لگائے جانے لگے۔ آنحضرت ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ بھی پریشان ہوگئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حضرت صفوان کے ہمراہ تنہا سفر کو غلط رنگ دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر تشریف لے گئیں۔

(تفصیل کے لیے حضرت سلیمان ندوی کی کتاب سیدہ عائشہؓ ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔

الزام کی صفائی اور تحقیق کے لیے آنحضرت ﷺ کو صحابہ کرامؓ کا اعلیٰ سطحی اجلاس مسجد نبوی میں طلب کرنا پڑا۔ بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق وحی الٰہی کے انتظار کا فیصلہ ہوا۔ اگلے ہی روز آیات قرآنی نازل ہوئیں۔ تو آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے۔

ترجمہ:

جن لوگوں نے یہ افترا باندھا ہے وہ تم ہی میں سے کچھ لوگ ہیں۔ تم اس کو برا نہ سمجھو، بلکہ اس میں تمہاری بہتری تھی (کہ مومنین اور منافقین کی تمیز ہوگئی) ہر شخص کو حصہ کے مطابق گناہ اور جس کا اس میں بڑا حصہ تھا اس کو بڑا عذاب ہوگا۔ جب تم نے یہ سنا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے بھائی اور بہنوں کی نسبت نیک گمان کیوں نہیں کیا اور کیوں نہیں کہا کہ یہ صریح تہمت ہے اور کیوں نہیں ان افترا پردازوں نے چار گواہ پیش کئے اور جب گواہ پیش نہیں کیے تو خدا کے نزدیک جھوٹے ٹھہرے، اگر خدا کی عنایت و مہربانی دین و دنیا میں تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو جو افواہ تم نے اڑائی تھی اس پر تم کو سخت عذاب پہنچتا۔ جب تم اپنی زبان سے اس کو پھسلا رہے تھے اور منہ سے وہ بات نکال رہے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا اور تم اس کو ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ خدا کے نزدیک وہ بڑی بات تھی۔ تم نے سننے کے ساتھ یہ کیوں نہیں کہا کہ ہم کو ایسی ناروا بات منہ سے نہیں نکالنی چاہیے۔ خدا پاک ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے"۔

Scanned with CamScanner

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی میں سترہ قرآنی آیات کا اترنا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت تاریخ اسلام کا حصہ بن گئی۔

اسی طرح غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تیمّم کا قرآنی حکم نازل ہوا۔

ترجمہ:

"اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا حاجت ضروری سے فارغ ہوئے ہو یا عورتوں سے مقاربت کی ہے اور تم پانی نہیں پاتے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اس سے کچھ منہ اور ہاتھ پھیرلو۔ اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے"۔

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کی محبت:

آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ اور یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا، چنانچہ لوگ قصداً زیادہ ہدیئے اور تحفے بھیجتے تھے۔ جس روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ ﷺ کے قیام کی باری ہوتی تو ازواج مطہرات کو اس کا ملال ہوتا لیکن کوئی ٹوکنے کی ہمت نہ کرتا تھا۔ آخر سب نے مل کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کیا۔ وہ پیام لے کر گئیں کہ آپ ﷺ دوسری بیویوں کے مقابلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لخت جگر جس کو میں زیادہ چاہتا ہوں کیا تم اس کو نہیں چاہو گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے اس قدر ہی کافی تھا۔ وہ واپس چلی آئیں۔ ایک مرتبہ یہی بات حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھے دق نہ کرو کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آئی۔ (از نسائی شریف)

ذیل میں حضرت مولانا سید سلمان ندویؒ کی کتاب سیرۃ عائشہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں چند واقعات نقل کئے جا رہے ہیں۔ جن سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت، محبت رسول ﷺ اور دینی تعلق کا اندازہ ہوتا ہے۔

شوہر سے محبت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی رسول اللہ ﷺ سے نہ صرف محبت تھی بلکہ شغف

وعشق تھا۔ اس محبت کا کوئی اور دعویٰ کرتا تو ان کو ملال ہوتا تھا۔ چنانچہ تمام ازواج مطہراتؓ میں اس کا بڑا خیال تھا۔ (تفصیل آگے آتی ہے) کبھی راتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوتیں اور آپ ﷺ کو پہلو میں نہ پاتیں تو بے قرار ہو جاتیں۔ ایک بار شب کو آنکھ کھلی تو آپ ﷺ کو نہ پایا۔ راتوں کو گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے۔ ادھر ادھر ٹٹولنے لگیں۔ آخر ایک جگہ آنحضرت ﷺ کا قدم مبارک ملا، دیکھا تو آپ ﷺ سربسجود مناجات الٰہی میں مصروف ہیں۔ ایک دفعہ یہی واقعہ پیش آیا۔ تو شک سے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ کسی اور بیوی کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ دیکھا تو آپ ﷺ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔ اپنے قصور پر نادم ہوئیں اور بے اختیار زبان سے نکل گیا "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، میں کس خیال میں ہوں اور آپ ﷺ کس عالم میں ہیں"۔

ایک شب کا واقعہ ہے کہ آنکھ کھلی تو آنحضرت ﷺ کو نہ پایا۔ شب کا نصف حصہ گزر چکا تھا۔ ادھر ادھر ڈھونڈا، لیکن محبوب کا جلوہ نظر نہیں آیا۔ آخر تلاش کرتی ہوئی قبرستان پہنچیں، دیکھا تو آپ ﷺ دعا واستغفار میں مشغول ہیں۔ الٹے پاؤں واپس آئیں اور صبح کو آپ ﷺ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں رات کوئی کالی کالی چیز سامنے جاتی معلوم ہوتی تھی وہ تم ہی تھیں۔

لباس:

زہد وقناعت کی وجہ سے صرف ایک جوڑا پاس رکھتی تھیں۔ اسی کو دھو دھو کر پہنتی تھیں۔ ایک کرتا تھا جس کی قیمت پانچ درہم (۱/۴) تھی، یہ اس زمانہ کے لحاظ سے اس قدر بیش قیمت تھا کہ تقریبوں میں دلہن کے لیے عاریتاً مانگا جاتا تھا۔ کبھی کبھی زعفران رنگ کر کپڑے پہنتی تھیں۔ گاہے گاہے زیور بھی پہن لیتی تھیں۔ گلے میں یمن کا بنا ہوا خاص قسم کے سیاہ وسپید مہروں کا ہار تھا۔ انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں۔

اخلاق وعادات:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بچپن سے جوانی تک کا زمانہ اس ذات اقدس ﷺ کی صحبت میں بسر کیا جو دنیا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے آئی تھی اور جس کے روئے جمال کا غازہ انک لعلی خلق عظیم ہے۔ اس تربیت گاہ روحانی یعنی کاشانہ

نبوت نے پروگیان حرم کو حسن اخلاق کے اس رتبہ تک پہنچا دیا تھا جو انسانیت کی روحانی ترقی کی آخری منزل ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کا اخلاق نہایت بلند تھا۔ وہ نہایت سنجیدہ، فیاض، قانع، عبادت گزار اور رحم دل تھیں۔

قناعت پسندی:

عورت اور قناعت پسندی دو متضاد مفہوم ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں سب سے زیادہ عورتوں کو دیکھا، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ شوہروں کی ناشکرگزاری کی وجہ سے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات میں وہ دونوں مجتمع ہیں۔ انہوں نے اپنی ازدواجی زندگی عسرت اور فقر و فاقہ سے بسر کی۔ لیکن وہ کبھی شکایت کا کوئی حرف زبان پر نہیں لائیں۔ بیش بہا لباس، گراں قیمت زیور، عالی شان عمارت، لذیذ الوان نعمت، ان میں سے کوئی چیز شوہر کے ہاں ان کو حاصل نہیں ہوئی اور دیکھ رہی تھیں کہ فتوحات کا خزانہ سیلاب کی طرح ایک طرف سے آتا ہے اور دوسری طرف سے نکل جاتا ہے، تاہم کبھی ان کی طلب بلکہ ہوس بھی ان کے دامن گیر نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ایک دفعہ انہوں نے کھانا طلب کیا پھر فرمایا میں کبھی سیر ہو کر نہیں کھاتی، کہ مجھے رونا نہ آتا ہو، ان کے ایک شاگرد نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا مجھے وہ حالت یاد آتی ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔ خدا کی قسم دن میں دو دفعہ کبھی سیر ہو کر آپ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔ (ترمذی، زہد)

خدا نے اولاد سے محروم کیا تھا، تو عام مسلمانوں نے بچوں کو اور زیادہ تر یتیموں کو لے کر پرورش کیا کرتی تھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کرتی تھیں اور ان کی شادی بیاہ کے فرائض انجام دیتی تھیں۔

ہم جنسوں کی امداد:

خدا نے ان کو کاشانہ نبوت کی ملکہ بنایا تھا۔ اس فرض کو وہ نہایت خوبی سے انجام دیتی تھیں۔ عورتیں جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ضرورت لے کر آتیں۔ اکثر ان کی اعانت اور سفارش حضور کی خدمت میں کیا کرتی تھیں۔

Scanned with CamScanner

شوہر کی اطاعت:

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور آپ ﷺ کی مسرت و رضا کے حصول میں شب وروز کوشاں رہتیں۔ اگر ذرا بھی آپ ﷺ کے چہرے پر حزن وملال وکبیدہ خاطر کا اثر نظر آتا۔ بے قرار ہو جاتیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کا اتنا خیال تھا کہ ان کی کوئی بات ٹالتی نہ تھیں۔ ایک دفعہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے خفا ہو کر ان سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھی تھیں۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ کے ننہالی لوگوں نے سفارش کی تو انکار کرتے نہ بنا۔ آپ ﷺ کے دوستوں کی بھی اتنی عزت کرتی تھیں اور ان کی کوئی بات بھی رد نہیں کرتی تھیں۔

غیبت اور بدگوئی سے احتراز:

وہ کبھی کسی کی برائی نہیں کرتی تھیں۔ ان کی روایتوں کی تعداد ہزاروں تک ہے مگر اس دفتر میں کسی شخص کی توہین یا بدگوئی کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ سوکنوں کو برا کہنا عورتوں کی خصوصیت ہے مگر آپ رضی اللہ عنہا کشادہ پیشانی سے اپنی سوکنوں کی خوبیوں کو بیان اور ان کے فضائل ومناقب کا ذکر کرتی ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ جن سے افک کے واقعہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ ان کی مجلس میں شریک ہوتے اور وہ ان کو بڑی خوشی سے جگہ دیتیں۔ ایک دفعہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ آئے اور اپنا ایک قصدہ سنانے لگے۔ اس کے ایک شعر کا مطلب یہ تھا کہ ''وہ بھولی بھالی عورتوں پر تہمت نہیں لگاتیں''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو افک کا واقعہ یاد آ گیا۔ اس پر صرف اسی قدر فرمایا! لیکن تم ایسے نہیں ہو۔ بعض عزیزوں نے افک کے واقعہ میں ان کی شرکت کے سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنا چاہا۔ تو انہوں نے سختی سے روکا کہ ان کو برا نہ کہو، کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مشرک شاعروں کو جواب دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص کا ذکر چلا، آپ نے اس کو اچھا نہیں کہا، لوگوں نے کہا، ام المومنین رضی اللہ عنہا اس کا تو انتقال ہو گیا۔ یہ سن کر فوراً ہی اس کی مغفرت کی دعا مانگی۔ سب نے سبب پوچھا کہ ابھی تو آپ نے اس کو اچھا نہیں کہا اور ابھی آپ اس کی مغفرت کی دعا مانگتی ہیں۔ جواب دیا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مردوں کو بھلائی کے سوا یاد نہ کرو۔

Scanned with CamScanner

عدم قبول احسان:

کسی کا احسان کم قبول کرتی تھیں اور کرتی بھی تھیں تو اس کا معاوضہ ضرور ادا کرتی تھیں۔فتوحات عراق کے مال غنیمت میں موتیوں کی ایک ڈبیہ آئی ۔ عام مسلمانوں کی اجازت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نذر بھیجی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ڈبیہ کھول کر کہا ''خدا کی قسم! مجھے ابن خطاب کا احسان اٹھانے کے لیے اب زندہ نہ رکھ'' اطراف ملک سے ان کے پاس ہدیئے اور تحفے آیا کرتے تھے۔حکم تھا کہ ہر تحفہ کا معاوضہ ضرور بھیجا جائے ۔عبداللہ بن عامر عرب کے ایک رئیس نے کچھ روپے اور کپڑے بھیجے ان کو یہ کہہ کر واپس کر دینا چاہا کہ ہم کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے لیکن پھر آپ ﷺ کا ایک فرمان یاد آ گیا تو واپس لے لیا۔

خودستائی سے پرہیز:

اپنے منہ سے اپنی تعریف پسند نہیں کرتی تھیں ۔ مرض الموت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عیادت کے لیے آنا چاہا۔لیکن وہ سمجھ چکی تھیں کہ وہ آ کر میری تعریف کریں گے۔اس لیے اجازت دینے میں تامل کیا۔لوگوں نے سفارش کی تو منظور کیا۔اتفاق یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آ کر واقعتاً تعریف شروع کی ،سن کر بولیں ، کاش! میں پیدا نہ ہوئی ہوتی۔

خودداری:

اس عجز و خاکساری کے باوجود وہ خوددار بھی تھیں ۔کبھی کبھی یہ خودداری دوسروں کے مقابلے میں تنگ مزاجی کی حد تک پہنچ جاتی اور خود آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں وہ ناز محبوبانہ بن جاتی ۔ واقعہ افک کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے برأت کی آیتیں پڑھ کر سنائیں اور ماں نے کہا بیٹی شوہر کا شکریہ ادا کرو، بولیں ''میں صرف اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کروں گی'' جس نے مجھ پر پاک دامنی وطہارت کی عزت بخشی ۔آنحضرت ﷺ سے خفا ہوتیں تو آپ کا نام لے کر قسم کھانا چھوڑ دیتیں ۔ یہ سب محبوبانہ انداز ہیں ۔جن کو اس نظر سے دیکھنا چاہیے کہ میاں بیوی کے درمیان کے معاملات ہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اکثر اپنی خالہ کی خدمت کیا کرتے تھے اور وہ فیاض طبعی سے اس کو ہمیشہ ادھر ادھر دے دیا کرتی تھیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے تنگ آکر کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا ضروری ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا تو قسم کھالی کہ اب بھانجے کی کوئی چیز نہ چھوؤں گی۔ لوگوں نے بڑی بڑی سفارشیں کیں اور آنحضرت ﷺ کے اعزہ کو درمیان میں ڈالا تب جاکر صاف ہوئیں۔

عام خوددار انسانوں سے انصاف پسندی کا ظہور کم ہوتا ہے۔ لیکن پروردگاران تربیت نبوی کے کمال اخلاق ہی کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔ جس کی بڑی مثال باہم متضاد اخلاقی انواع میں تطبیق ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کمال خودداری کے ساتھ انصاف پسند بھی تھیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ مصر کے ایک صاحب ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ملک کے موجودہ حاکم و والی کا رویہ میدان جنگ میں کیا رہتا ہے جواب میں عرض کیا کہ ہم کو اعتراض کے قابل کوئی بات نظر نہیں آئی۔ کسی کا اونٹ مر جاتا ہے تو دوسرا اونٹ دیتے ہیں اور خادم نہ رہے تو خادم دیتے ہیں، خرچ کی ضرورت پڑتی ہے تو خرچ بھی دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ انہوں نے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو بھی بدسلوکی کی ہو، تاہم ان کی بدسلوکی مجھے تم کو یہ بتانے میں باز نہیں رکھ سکتی کہ حضور انور ﷺ نے میرے اس گھر کے اندر یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! جو میری امت کا والی ہو، اگر وہ امت پر سختی کرے تو تو بھی اس کیساتھ سختی کرنا اور جو نرمی کرے اس کے ساتھ نرمی فرما۔

دلیری:

نہایت شجاع اور پر دل تھیں راتوں کو تنہا اٹھ کر قبرستان چلی جاتی تھیں۔ میدان جنگ میں آکر کھڑی ہو جاتی تھیں۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں میں اضطراب برپا تھا، اپنی پیٹھ پر مشک لاد لاد کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ غزوہ خندق میں جب چاروں طرف سے مشرکین محاصرہ کیے ہوئے تھے اور شہر کے اندر یہودیوں کے حملہ کا خوف تھا۔ وہ بے خطر قلعہ سے نکل کر مسلمانوں کا نقشہ جنگ معائنہ کرتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ سے لڑائیوں میں بھی شرکت کی اجازت چاہی تھی۔ لیکن نہ ملی، جنگ جمل میں وہ جس شان سے فوجوں کو لائیں۔ وہ بھی ان کی طبعی شجاعت کا ثبوت ہے۔

Scanned with CamScanner

فیاضی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کا سب سے ممتاز جوہر ان کی طبعی فیاضی اور کشادہ دستی تھی دونوں بہنیں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نہایت کریم النفس اور فیاض تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے زیادہ سخی اور صاحب کرم میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ فرق یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذرا ذرا جوڑ کر جمع کرتی تھیں۔ جب کچھ رقم اکٹھی ہو جاتی تھی۔ بانٹ دیتی تھیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ جو کچھ پاتی تھیں۔ اس کو اٹھا نہیں رکھتی تھیں۔ اکثر مقروض رہتی تھیں اور ادھر ادھر سے قرض لیا کرتی تھیں۔ لوگ عرض کرنے لگے کہ آپ کو قرض کی کیا ضرورت ہے فرماتیں کہ جس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے۔ خدا اس کی اعانت فرماتا ہے۔ میں اس کی اسی اعانت کو ڈھونڈتی ہوں۔

خیرات میں تھوڑے بہت کا لحاظ نہ کرتیں، جو موجود ہوتا سائل کی نذر کر دیتیں۔ ایک دفعہ ایک سائلہ آئی جس کی گود میں دو ننھے ننھے بچے تھے، اتفاق سے اس وقت میں گھر میں کچھ نہ تھا، صرف ایک چھوہارا تھا، اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں میں تقسیم کر دیا۔ آنحضرت ﷺ جب باہر سے تشریف لائے تو ماجرا عرض کیا۔ ایک دفعہ سائل آیا سامنے کچھ انگور کے دانے پڑے تھے۔ ایک دانہ اٹھا کر اس کے حوالہ کیا، اس نے دانہ کو حیرت سے دیکھا کہ ایک دانہ بھی کوئی دیتا ہے، یہ دیکھو کہ اس میں کتنے ذرے ہیں۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا۔ **فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ۔(زلزال)**

جس نے ایک ذرہ بھر بھی نیکی کی، وہ اس کو دیکھے گا۔

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے پوری ستر ہزار کی رقم خدا کی راہ میں دے دی اور دوپٹہ کا گوشہ جھاڑ دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے، شام ہوتے ہوتے ایک حبہ بھی پاس نہ رکھا، سب محتاجوں کو دے دلا دیا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا۔ لونڈی نے عرض کی افطار کے سامان کے لیے تو کچھ رکھنا تھا۔ فرمایا کہ تم نے یاد دلا دیا ہوتا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ ہے، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دو بڑی تھیلیوں میں ایک لاکھ کی رقم

Scanned with CamScanner

بھیجی ۔انہوں نے ایک طبق میں یہ رقم رکھ لی اور اس کو بانٹنا شروع کیا اور اس دن بھی روزہ سے تھیں ۔شام ہوئی تو لونڈی سے افطار لانے کو کہا، اس نے عرض کی یا ام المومنین اس رقم سے ذرا سا گوشت افطار کے لیے نہیں منگوا سکتی تھیں، فرمایا! اب ملامت نہ کرو تم نے اس وقت کیوں یاد نہیں دلایا۔

ایک دفعہ اور اسی قسم کا واقعہ پیش آیا، روزے سے تھیں، گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، اتنے میں ایک سائلہ نے آواز دی، لونڈی کو حکم دیا کہ وہ ایک روٹی بھی اس کی نذر کر دو عرض کی کہ شام کو افطار کس چیز سے کیجئے گا۔ فرمایا یہ تو دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا سالن ہدیۃً بھیجا، لونڈی سے کہا دیکھو یہ تمہاری روٹی سے بہتر چیز خدا نے بھیج دی۔ اپنے رہنے کا مکان امیر معاویہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ قیمت جو آئی وہ سب راہ خدا میں صرف کر دی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھانجے تھے اور خالہ کی نظر میں سب سے زیادہ چہیتے تھے، وہ زیادہ تر خدمت کیا کرتے تھے، لیکن اسی فیاضی کو دیکھتے دیکھتے وہ بھی گھبرا گئے، کہیں ان کے منہ سے نکل گیا اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیے، خالہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے قسم کھالی کہ اب کبھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات نہیں کروں گی، وہ میرا ہاتھ روکے گا، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ مدت تک معتوب رہے اور آخر بڑی مشکل سے ان کو معاف فرمایا۔

خشیت الٰہی و رقیق القلبی :

دل میں خوف اور خشیت الٰہی تھی، رقیق القلب بھی بہت تھیں، بہت جلد رونے لگتی تھیں، حجۃ الوداع کے موقع پر جب نسوانی مجبوری سے حج کے بعض فرائض کے ادا کرنے سے معذوری پیش آ گئی، تو اپنی محرومی پر بے اختیار رونے لگیں، آنحضرت ﷺ نے تشفی دی تو قرار آیا۔ ایک دفعہ دجال کا خیال کر کے اس قدر رقت طاری ہوئی کہ رونے لگیں۔ جنگ جمل کی شرکت کا واقعہ یاد آ جاتا تو پھوٹ پھوٹ کر روتیں ۔ مرض الموت میں بعض اجتہادی غلطیوں پر اس قدر ندامت ہوتی کہ فرماتی تھیں کہ کاش میں نیست و نابود ہو گئی ہوتی۔

Scanned with CamScanner

ایک دفعہ کسی بات پر قسم کھالی تھی، پھر لوگوں کے اصرار پر ان کو اپنی قسم توڑنی پڑی اور گو اس کے کفارے میں چالیس غلام آزاد کئے، تاہم ان کے دل پر اتنا گہرا اثر تھا کہ جب بھی یاد کرتیں تو روتے روتے آنچل تر ہو جاتا (بخاری باب الہجرت) واقعہ افک میں جب منافقین کی اس تہمت کا حال ان کو معلوم ہوا تو رونے لگیں، والدین لاکھ تشفی دیتے تھے، لیکن ان کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے ایک سائلہ ان کے دروازے پر آئی، دو ننھے ننھے بچے اس کے ساتھ تھے، اس وقت گھر میں کچھ اور نہ تھا، تین کھجوریں ان کو دلوادیں، سائلہ نے ایک ایک کھجور ان بچوں کو دی اور ایک اپنے منہ میں ڈال لی، بچوں نے اپنا اپنا حصہ کھا کر حسرت سے اپنی ماں کی طرف دیکھا، ماں نے اپنے منہ سے کھجور نکال کر آدھی آدھی دونوں میں بانٹ دی، اور خود نہیں کھائی، ماں کی محبت کا یہ حسرت ناک منظر اور اس کی یہ بے کسی دیکھ کر بے تاب ہو گئیں اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

عبادت الٰہی:

عبادت الٰہی میں اکثر مصروف رہتیں، چاشت کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ کر آئے اور مجھ کو منع کرے تو میں باز نہ آؤں۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر نماز تہجد ادا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اس قدر پابند تھیں کہ اگر اتفاق سے آنکھ لگ جاتی اور وقت پر نہ اٹھ سکتیں، تو سویرے اٹھ کر نماز فجر سے پہلے تہجد ادا کر لیتیں، ایک دفعہ اسی موقع پر ان کے بھتیجے قاسم پہنچ گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ پھوپھی جان یہ کیسی نماز ہے؟ فرمایا میں رات کو نہیں پڑھ سکی اور اب اس کو چھوڑ نہیں سکتی ہوں۔ رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔ ''ذکوان'' نام کا ایک خواندہ غلام تھا اور امام ہوتا تھا، سامنے قرآن رکھ کر پڑھتا تھا، یہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں، اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہمیشہ روزے سے رہتی تھیں۔ ایک دفعہ گرمی کے دنوں میں عرفہ کے روز روزے سے تھیں، گرمی اور تپش اس قدر شدید تھی کہ سر پر پانی کے چھینٹے دیئے جاتے تھے، عبدالرحمٰن آپ کے بھائی نے کہا کہ اس گرمی میں روزہ کچھ ضروری نہیں، افطار کر لیجئے، فرمایا کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی

زبانی یہ سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنا سال بھر کے گناہ معاف کرا دیتا ہے تو کیا میں یہ روزہ توڑ دوں۔

حج کی شدت سے پابند تھیں، کوئی ایسا سال بہت کم گزرتا تھا جس میں وہ حج نہ کرتی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ازواج مطہرات کیساتھ حج کے سفر میں روانہ کیا تھا۔ حج میں ان کے ٹھہرنے کے مقامات مقرر تھے۔ پہلے آنحضرت ﷺ کی تبعیت کے خیال سے میدان عرف کی آخری سرحد نمر میں اترا کرتی تھیں۔ جب یہاں لوگوں کا ہجوم ہونے لگا تو وہاں سے ذراہٹ کر اراک میں اپنا خیمہ کھڑا کراتی تھیں۔ کبھی کوہ ثبیر کے دامن میں آ کر ٹھہرتی تھیں، جب تک یہاں قیام رہتا وہ خود اور جو لوگ ان کے ساتھ رہتے تکبیر پڑھا کرتے، جب یہاں سے چل کھڑی ہوتیں تو تکبیر موقوف کرتیں، پہلے یہ دستور تھا کہ حج کے بعد ذی الحجہ ہی کے مہینے میں عمرہ ادا کرتی تھیں، بعد کو اس میں ترمیم کی، ماہ محرم سے پہلے وہ جحفہ میں جا کر ٹھہرتیں۔ محرم کا چاند دیکھ کر عمرہ کی نیت کرتیں، عرفہ کے دن روزہ سے ہوتیں، شام کو جب سب لوگ یہاں سے روانہ ہو جاتے تو افطار کرتیں۔

معمولی باتوں کا لحاظ:

منہیات کی چھوٹی چھوٹی باتوں تک سے بھی پرہیز کرتی تھیں۔ راستہ میں اگر کبھی ہوتیں اور گھنٹے کی آواز آتی تو ٹھہر جاتیں کہ کان میں اس کی آواز نہ آئے۔ ان کے ایک گھر میں کرایہ دار تھے، یہ شطرنج کھیلا کرتے تھے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو گھر سے نکلوا دوں گی۔

ایک دفعہ گھر میں ایک سانپ نکلا، اس کو مار ڈالا، کسی نے کہا آپ نے غلطی کی، ممکن ہے یہ کوئی مسلمان جن ہو۔ فرمایا! اگر یہ مسلمان ہوتا تو امہات المومنین کے حجروں میں نہ آتا۔ اس نے کہا آپ ستر پوشی کی حالت میں تھیں جب وہ آیا۔ یہ سن کر متاثر ہوئیں اور اس کے فدیہ میں ایک غلام آزاد کیا۔

غلاموں پر شفقت:

صرف ایک قسم کے کفارہ میں ایک دفعہ انہوں نے چالیس غلام آزاد کئے آپ

Scanned with CamScanner

کے کل آزاد کئے ہوئے غلاموں کی تعداد ۶۷ تھی تمیم کے قبیلہ کی ایک لونڈی ان کے پاس تھی آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنا کہ یہ قبیلہ بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہے آنحضرت ﷺ کے اشارہ سے اس کو آزاد کر دیا۔ (بخاری کتاب العتق) بریرہ نام کی مدینہ میں ایک لونڈی تھی ان کے مالکوں نے ان کو مکاتب کیا تھا یعنی کہہ دیا تھا کہ اگر تم اتنی رقم جمع کر دو تو آزاد ہو، اس رقم کے لیے انہوں نے لوگوں سے چندہ مانگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو پوری رقم اپنی طرف سے ادا کر کے ان کو آزاد کرا دیا۔ ایک دفعہ بیمار پڑیں لوگوں نے کہا کسی نے ٹوٹکا کیا ہے انہوں نے لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو نے ٹوٹکا کیا ہے اس نے اقرار کیا پوچھا کیوں؟ بولی تا کہ آپ جلد مر جائیں تو میں جلدی چھوٹوں، حکم دیا کہ اس کو شریر کے ہاتھ بیچ ڈالو، اور اس کی قیمت سے دوسرا غلام خرید کر آزاد کرو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا گویا ایک قسم کی سزا تھی لیکن کتنی عجیب!

فقراء کی حسب حیثیت اعانت:

فقراء اور اہل حدیث کی اعانت ان کے حسب حیثیت کرنا چاہیے اگر کسی نیچے طبقے کا آدمی تمہارے پاس آتا ہے تو اس کی حاجت براری ہی اس کے درد کی دوا ہے لیکن اگر اس سے بلند درجہ کا آدمی ہے تو وہ اس کے ساتھ کسی قدر عزت و تعظیم کا بھی مستحق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس نکتہ کو ہمیشہ مدنظر رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ ایک معمولی سائل آیا اس کو روٹی کا ٹکڑا دے دیا، وہ چل دیا اس کے بعد ایک اور شخص آیا جس نے اچھے کپڑے پہنے تھے اور کسی قدر عزت دار معلوم ہوتا تھا اس کو بٹھا کر کھانا کھلایا اور پھر رخصت کیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ ان دونوں آدمیوں کے ساتھ دو قسم کے برتاؤ کیوں کئے گئے۔ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے حسب حیثیت برتاؤ کرنا چاہیے۔

پردہ کا اہتمام:

پردہ کا بہت خیال رکھتی تھیں آیت حجاب کے بعد تو یہ تاکیدی فرض ہو گیا تھا۔ جن ہونہار طالب علموں کا اپنے یہاں بے روک ٹوک آجانا اور رکھنا چاہتی تھیں آنحضرت ﷺ کی ایک خاص حدیث کے مطابق اپنی کسی بہن یا بھانجی سے ان کو دودھ پلوا دیتی تھیں اور اس

Scanned with CamScanner

طرح ان کی رضاعی خالہ یا نانی بن جاتی تھیں۔اوران سے پردہ نہیں ہوتا ورنہ ہمیشہ طالب علموں کے اوران کے درمیان پردہ پڑا رہتا تھا ایک دفعہ حج کے موقع پر چند بیبیوں نے عرض کی کہ اے ام المومنین چلئے حجراسود کو بوسہ دے لیں فرمایا تم جاسکتی ہو، مردوں کے ہجوم میں میں نہیں جاسکتی۔کبھی دن کو طواف کا موقع پیش آتا۔تو خانہ کعبہ مردوں سے خالی کرالیا جاتا تھا۔ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی حالت میں بھی چہرہ پر نقاب ڈالے رہتی تھیں۔ایک غلام کو مکاتب کیا تھا اس سے کہا کہ جب تمہارا زرفدیہ اتنا ادا ہوجائے تو میں تمہارے سامنے نہیں آسکتی۔اسحاق تابعی نابینا تھے وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کیا وہ بولے کہ مجھ سے کیا پردہ، میں تو آپ کو دیکھتا نہیں، فرمایا تم مجھے نہیں دیکھتے میں تو تم کو دیکھتی ہوں۔مُردوں سے شریعت میں پردہ نہیں، لیکن ان کی کمال احتیاط دیکھئے کہ وہ اپنے حجرہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے کے بعد بے پردہ نہیں جاتی تھیں۔

فضل وکمال:

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عام عورتوں پر، نہ صرف امہات المومنین رضی اللہ عنہما پر، نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر، بلکہ چند بزرگوں کو چھوڑ کر تمام صحابہ پر فوقیت عام حاصل تھی۔صحیح ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔

ما اشکل علینا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قط فسالنا عائشۃ الاوجدنا عندھا منہ علما.

ہم صحابیوں کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی۔کہ جس کو ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اوران کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات ہم کو نہ ملی ہوں۔

عطا ابن ابی الرباح تابعی جن کو متعدد صحابہ کے تلمذ کا شرف حاصل تھا کہتے ہیں۔

کانت عائشۃ افقہ الناس واعلم الناس واحسن الناس رایا فی العامۃ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ صاحب علم اور عوام میں سب سے زیادہ اچھی رائے والی تھیں۔

Scanned with CamScanner

امام زہریؒ جو تابعین کے پیشوا تھے، جنہوں نے بڑے بڑے صحابہ کے آغوش میں تربیت پائی تھی، کہتے ہیں

كانت عائشة اعلم الناس يسئلها الاكابر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سے زیادہ عالم تھیں، بڑے بڑے صحابہؓ ان سے پوچھا کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے صاحبزادے ابوسلمہ وہ بھی جلیل القدر تابعی تھے، کہتے ہیں۔

ما رايت احدا اعلم بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا افقه في راى ان احتيج الى رايه والااعلم باية فيما نزلت ولا فريضة من عائشة .

میں نے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا جاننے والا اور رائے میں اگر اس کی ضرورت پڑے، ان سے زیادہ فقیہ اور آیتوں کے شان نزول اور فرائض کے مسئلہ کا واقف کار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک درباری سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے، اس نے کہا "امیر المومنین آپ ہیں" انہوں نے کہا نہیں، میں قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ اس نے کہا "اگر یہ بات ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا"۔

حواری رسول ﷺ کے لخت جگر عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

ما راينت احد اعلم بالحلال والحرام، والعلم والشعر والطب من عائشة ام المومنين

میں نے حلال و حرام و علم و شاعری اور طب میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ اس طرح ہیں۔

ما رايت احدا اعلم بالقرآن ولا بفريضة ولا بحلال ولا بفقه ولا بشعرو لا بطب ولا بحديث العرب ولا نسب من عائشة

Scanned with CamScanner

قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعر،طب، عرب کی تاریخ اورنسب کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر عالم کسی کونہیں دیکھا۔

ایک شخص نے مسروق تابعی سے جو تمام تر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تربیت یافتہ تھے۔دریافت کیا کہ ام المومنین فرائض کا فن جانتی ہیں؟ جواب دیا۔

ای والذی نفسی بیده لقد رایت مشیخه اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یسئلونها عن الفرائض .

خدا کی قسم میں نے بڑے بڑے صحابہ کوان سے فرائض کے مسئلے دریافت کرتے دیکھا ہے۔

حفظ حدیث اور سنن نبوی ﷺ کی اشاعت کا فرض گو دیگر ازواج مطہراتؓ کو بھی ادا کرتی تھیں۔تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رتبہ کو ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچیں، محمود بن لبید کا بیان ہے۔

کان ازواج النبی صلی الله علیه وسلم یحفظن من حدیث النبی صلی الله علیه وسلم کثیرا ولا مثلا العائشة وام سلمة .

ازواج مطہرات بہت سے حدیثیں زبانی یاد رکھتی تھیں۔لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے برابر نہیں۔

امام زہری کی شہادت ہے۔

لو جمع علم الناس کلهم وعلم ازواج النبی صلی الله علیه وسلم فکانت عائشة اوسعهم علما

اگر تمام مردوں اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جاتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان میں سب سے وسیع ہوتا۔

بعض محدثین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خذوا شطر دینکم عن حمیرا

اپنے مذہب کا ایک حصہ اس گوری عورت سے سیکھو۔

اس حدیث کو ابن اثیر نہایہ میں اور فردوسی اپنی مسند میں (بتغیر الفاظ) لائے ہیں

لیکن لفظاً اس کی سند ثابت نہیں اوراس کا شمار موضوعات میں ہے تاہم معنی اس کے صحیح ہونے میں کسی کو شک نہیں ہے۔

وفات:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا آخیر زمانہ ہے، اس وقت ان کی عمر سرسٹھ برس کی تھی۔ ۵۸ھ میں رمضان کے مہینہ میں بیمار پڑیں۔ چند روز تک علیل رہیں کوئی خیریت پوچھتا، فرماتیں اچھی ہوں جو لوگ عیادت کو آتے بشارت دیتے، فرماتیں اے کاش میں پتھر ہوتی اے کاش میں کسی جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی۔

مرض الموت میں وصیت کی کہ اس حجرہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مجھے دفن نہ کرنا، مجھے دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کرنا، اور رات ہی کو دفن کر دی جاؤں۔ صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔ ۵۸ ہجری تھا اور رمضان کی سترہ تاریخ مطابق ۱۳ جون ۶۷۸ء تھی کہ نماز وتر کے بعد شب کے وقت وفات پائی۔ جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ لوگوں کا بیان ہے کہ رات کے وقت اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ عورتوں کا اژدھام دیکھ کر روز عید کے ہجوم کا دھوکا ہوتا تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نوحہ اور ماتم سن کر بولیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت واجب ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی سب سے پیاری بیوی تھیں۔ یہ حاکم کی روایت ہے، مسند طیالسی میں ہے کہ انہوں نے کہا خدا ان پر رحمت بھیجے کہ اپنے آپ کے سوا وہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ کے قائمقام حاکم تھے انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی، قاسم بن محمد ابی بکر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عتیق عروہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا۔ اور حسب وصیت جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بعد کچھ متروکات چھوڑے جن میں ایک جنگل بھی تھا۔ یہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تبرکاً اس کو ایک لاکھ درہم میں خریدا، اس کثیر رقم کو حضرت اسماء نے عزیزوں میں تقسیم کر دیا۔

اہلسنت والجماعت

کے کارکنان اور سکول، کالج، یونیورسٹیز میں پڑھنے والے

طلباء و طالبات اور عوام الناس کے لیے

علامہ ابوریحان ضیاءالرحمٰن فاروقی

کے ترتیب شدہ معلوماتی کتابچے

نیز ہمارے ہاں

علامہ فاروقی شہید کے ترتیب شدہ

4 کلر چارٹ

(علماء دیوبند کا تعارف اور ان کی خدمات، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، خلافت راشدہ اور شہداء کربلا) بھی دستیاب ہے۔

ادارہ اشاعت المعارف

نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ راوی محلہ، سمندری، فیصل آباد، پاکستان

0300-6661452, 0300-7693296

پرنٹرز: جے ایم آرٹ پرنٹرز لاہور
042-37231566
0302-4329566